# کھڑی ہوئی ٹرین میں نماز شروع کی اور ٹرین چل پڑی تو نماز کا حکم؟

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کھڑی ٹرین میں ظہر کی فرض نماز شروع کی اور ٹرین چل پڑی، تو فرض باقی نہ رہے۔ کیا اب فوراً سلام پھیر کر نماز توڑ دے یا ویسے ہی ٹوٹ گئی یا نفل کے طور پر مکمل کرے؟

## جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں ٹرین ہلتے ہی یہ نماز فرضوں سے نفل میں تبدیل ہو جائے گی، لہذا بطورِ نفل دو یا چار رکعت کی صورت میں بغیر سجدہ سہو اُس نماز کو مکمل کر لیا جائے، البتہ یاد رہے کہ اِس نماز کو بطورِ نفل مکمل کرنا مستحب ہے، لازم نہیں، لہذا نماز مکمل کیے بغیر سلام پھیرنے کی اجازت ہے، البتہ جب ٹرین ٹھہرے گی تو فرض نئے سرے سے ادا کرنا ضروری ہوں گے۔

**مسئلہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ** تحریمہ حقیقتِ نماز کی اصل و بنیاد ہے اور فرض و نفل ہونا نماز کا وصف ہے۔ یعنی تکبیرِ تحریمہ "اللہ اکبر" کہہ کر نماز میں داخل ہونا، یہ نماز کی "بنیاد" ہے کہ جب انسان تکبیر تحریمہ کہتا ہے، تو وہ شرعی نماز کو شروع کرنے والا قرار پاتا ہے پھر یہ بات کہ یہ نماز "فرض" ہے، "سنت" ہے یا "نفل" ہے، یہ نماز کے اوصاف ہے اور شیخین امامین رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِما کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ "اصل" اور "وصف" دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

**تفصیل یوں سمجھیں کہ** جب ایک شخص نے فرض کی نیت سے تکبیرِ تحریمہ کہی، تو اس نے تکبیرِ تحریمہ کے ذریعے نماز کی بنیاد رکھی اور ساتھ ہی اُس نماز کو وصفِ فرضیت سے متصف کر دیا۔ اب اگر دورانِ نماز کوئی عارِض لاحق ہوا کہ جو وصفِ فرضیت کے منافی ہے، لیکن نفل نماز کے منافی نہیں، یعنی اُس کے ہوتے ہوئے فرض ادا نہیں ہوتا، البتہ نفل ادا ہو جاتے ہیں، تو شیخین کے نزدیک وصفِ فرضیت ختم ہو جائے گا، البتہ "تحریمہ" باقی رہے گی، وہ باطل نہیں ہوگی، کیونکہ

وصفِ فرضیت کے باطل ہونے سے تحریمہ باطل نہیں ہوا کرتی، لہذا جب تحریمہ باقی ہے اور وصفِ فرضیت باطل ہے، تو وہ نماز فرض سے نفل میں تبدیل ہو جائے گی، کیونکہ جو چیز (عدمِ استقرار) فرضوں کے حق میں عارِض ہے، وہ یہاں نفل کے باب میں عارض نہیں، لہذا جب فرض نماز کو کھڑی ٹرین میں پڑھنا شروع کیا تو تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ وہ نماز وصفِ فرضیت سے متصف ہو گئی، لیکن جب ٹرین نے حرکت کی تو ایک ایسا عارِض (عدمِ استقرار) پیدا ہوا، جو وصفِ فرضیت کے منافی ہے، لہذا فرض باطل ہو گئے، لیکن یہ عارِض نفل کے حق میں عارِض نہیں ہے، کیونکہ چلتی ٹرین میں نفل نماز درست ہے، لہذا ٹرین چلتے ہی وصفِ فرضیت باطل ہوا اور تحریمہ باقی رہا اور نماز نفل کی طرف منقلب اور متحول ہو گئی۔ اس کے نظائر ملاحظہ کریں۔

**پہلی نظیر:** اگر کوئی شخص فرضوں میں قعدہ اخیرہ بھول کر ترک کر کے کھڑا ہو جائے اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لے، تو یہ پانچویں رکعت کا سجدہ وصفِ فرض کے لیے عارِض و ناقض ہے، لہذا اُس کے فرض باطل ہو جاتے ہیں اور وہ نماز "نفل" میں تبدیل ہو جاتی ہے، نیز اُسے حکم ہوتا ہے کہ اگر چاہے تو مزید ایک رکعت ملا لے، تاکہ چھ نفل ہو جائیں اور یہ وہ نفل ہوں گے کہ جو "بالقصد" شروع نہ ہوئے، بلکہ قصد تو فرض کا تھا، مگر غیر قصدی طور پر وہ رکعتیں نفل ہو گئیں اور اس صورت میں فرض نئے سرے سے پڑھنے ہوں گے اور اصح قول کے مطابق اس صورت میں نمازی سجدہ سہو نہیں کرے گا کہ یہاں فرض ہی باطل ہو گئے ہیں، جس کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہو سکتی، لہذا اس کی حاجت بھی نہیں۔ اِس مسئلہ میں اصحابِ متون نے "بطل فرضہ" لکھا تو شارحین نے "فرضہ" کی شرح "وصفہ" سے کی ہے، جو کہ اِسی چیز کا اشارہ اور قرینہ ہے کہ "بطلانِ فرض" کا مطلب "بطلانِ وصفیتِ فرض" ہے، نہ کہ اصل تحریمہ ہی باطل ہو جاتی ہے، بلکہ تحریمہ باقی رہتی ہے اور وہ نماز نفل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

"اللباب فی شرح الکتاب" اور "المختصر للقدوری" میں ہے: "من سھا عن القعدہ الاخیرۃ فقام الی الخامسۃ وان قید الخامسۃ بسجدۃ بطل فرضہ، ای وصفہ و تحولت صلاتہ نفلا۔۔۔ و کان نفلا علیہ ندبا ان یضم الیھا رکعۃ سادسۃ ولو فی العصر، ویضم رابعۃ فی الفجر کیلا یتنفل بالوتر، ولو لم یضم لا شیء علیہ، لانہ لم یشرع فیہ قصدا فلا یلزمہ اتمامہ، ولکنہ یندب" ترجمہ: جو شخص آخری قعدہ میں بیٹھنا بھول گیا اور پانچویں (رکعت) کے لیے کھڑا ہو گیا، تو اگر اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا، تو اس کے فرض باطل ہو جائیں گے، یعنی اُس نماز کا وصفِ فرضیت ختم ہو جائے گا اور اس کی نماز نفل میں تبدیل ہو جائے گی۔ اب اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ اس کے ساتھ چھٹی

رکعت ملالے، چاہے عصر کی نماز ہی کیوں نہ ہو اور فجر میں چوتھی رکعت ملائے تاکہ وہ طاق عدد میں نفل نہ پڑھے اور اگر وہ اضافی رکعت نہ ملائے تو اس پر کچھ گناہ نہیں، کیونکہ اس نے اس (اضافی رکعت) کو قصداً شروع نہیں کیا تھا، لہٰذا اُس پر اُسے پورا کرنا لازم نہیں، لیکن مستحب ضرور ہے۔ (اللباب فی شرح الکتاب، جلد1، صفحہ 97، مطبوعۃ المکتبۃ العلمیۃ، بیروت)

**اگر قعدہ اخیرہ کیے بغیر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہوا،** اور سجدہ بھی کرلیا، تو فرض باطل ہو گئے، اس صورت میں اصح قول کے مطابق سجدہ سہو نہیں، چنانچہ اِس صورت کو بیان کرنے کے بعد "تنویر الابصار مع در المختار" میں ہے: "لا یسجد للسھو علی الاصح لان النقصان بالفساد لا ینجبر" ترجمہ: اصح قول کے مطابق سجدہ سہو نہیں کرے گا، کیونکہ فساد کا نقصان سجدہ سہو سے پورا نہیں کیا جاسکتا۔ (تنویر الابصار ودر المختار، جلد 04، باب سجدۃ السھو، صفحہ 495، مطبوعہ دار الثقافۃ والتراث، دمشق)

**وصفِ فرضیت کے بطلان سے تحریمہ کا بطلان نہیں ہوتا،** بلکہ اگر کوئی فرائض کا عارض پیدا ہو جائے تو فرض نفل کی طرف منقلب ہو جاتے ہیں، چنانچہ اِس نفیس فرق کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابنِ امیر الحاج حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (وِصال: 879ھ/1474ء) لکھتے ہیں: أن التحریمۃ انعقدت لصلاۃ موصوفۃ بصفۃ الفرضیۃ، وھذا العارض مناف لوصف الفرضیۃ لا لأصلھا، فلا یلزم من بطلانہ بطلانھا، ثم السنّۃ والقیاس قاضیان لھما بذلک۔ ترجمہ: تحریمہ ایک ایسی نماز کے لیے باندھی گئی تھی، جو فرضیت کے وصف سے متصف تھی اور یہ درپیش عارض (نماز توڑنے والی وجہ) فرضیت کے وصف کے منافی ہے، نہ کہ نماز کی اصل کے، لہٰذا وصفِ نماز (فرضیت) کے باطل ہونے سے اصل نماز (تحریمہ) کا باطل ہونا لازم نہیں آتا، پھر سنت اور قیاس بھی ان دونوں کے حق میں یہی فیصلہ کرتے ہیں۔ (حَلْبَۃ المُجَلّی شرح مُنْیَۃ المُصلی، جلد2، صفحہ 454، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

**دوسری نظیر: ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ** (وِصال: 587ھ/1191ء) لکھتے ہیں: أن مصلي الجمعۃ إذا خرج وقتھا وھو وقت الظھر قبل إتمام الجمعۃ ثم قھقہ تنتقض طھارتہ عندھما۔۔۔ وھذا یدل علی أنہ بقي نفلا عندھما۔ ترجمہ: جمعہ پڑھنے والا کہ جب جمعہ کا وقت اُس کی نماز مکمل ہونے سے پہلے نکل جائے اور پھر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے، تو شیخین کے نزدیک اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ یہ مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ نماز شیخین کے نزدیک بطور نفل باقی تھی۔ (یعنی وقتِ ظہر کا نکلنا وصفِ فرضیت کے منافی تھا، نفل نماز کے لیے نہیں، لہٰذا فرض تو

باطل ہو گئے اور نماز نفل میں منقلب ہو کر بطورِ نفل باقی تھی، اِسی لیے قہقہہ کے سبب وضو ٹوٹا۔) (بدائع الصنائع، جلد 01، صفحہ 179، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

**تیسری نظیر:** صاحبِ ترتیب کہ جسے اپنی قضا نماز یاد ہے اور وقت میں وسعت ہے، مگر اِس کے باوجود وہ وقتی نماز پڑھتا ہے، حالانکہ اُس پر پہلے قضا شدہ نماز پڑھنا ضروری تھا، تو ایسی صورت میں اُس کی وقتی نماز فاسد ہے، لیکن یہاں بھی فسادِ فرض کا مطلب یہ نہیں کہ تحریمہ بھی باطل ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ فرض فاسد قرار پائیں گے، لیکن وہ نماز "نفل" قرار پائے گی، کیونکہ جو عارض (رعایتِ ترتیب) ہے، وہ فرضوں کے حق میں عارض ہے، نفل کے لیے نہیں، لہذا وہ نماز نفلی شمار ہوگی۔ صاحبِ ترجیح علامہ مَرْغینانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 593ھ/1196ء) لکھتے ہیں: من صلی العصر وهو ذاکر أنه لم یصل الظهر فهي فاسدة إلا إذا کان في آخر الوقت" وهي مسئلة الترتیب" وإذا فسدت الفرضیة لا یبطل أصل الصلاۃ عند أبي حنیفة وأبي یوسف رحمهما اللہ۔۔۔ لهما أنها عقدت لأصل الصلاۃ بوصف الفرضیة فلم یکن من ضرورۃ بطلان الوصف بطلان الأصل۔ ترجمہ: جس شخص نے عصر کی نماز اس حال میں پڑھی کہ اسے یاد تھا کہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی، تو اس کی عصر کی نماز فاسد ہو جائے گی، ہاں بالکل آخری وقت ہو، تو وقتی نماز ہو جائے گی۔ (حنفی فقہ میں) یہ "مسئلہ ترتیب" ہے۔ جب ترتیب کی وجہ سے نماز کی فرضیت فاسد ہو گئی تو شیخین کے نزدیک اصلِ نماز باطل نہیں ہوتی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ نماز "اصلِ صلاۃ" کے لیے "فرض" کی حیثیت سے منعقد ہوئی تھی۔ لہٰذا صرف وصف (فرض کی حیثیت) کے باطل ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصل یعنی نفسِ نماز بھی باطل ہو جائے۔ (الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، جلد 01، صفحہ 73، مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صاحبِ ہدایہ کی اس عبارت کے تحت صاحبِ فتح القدیر نے باب الصوم سے بھی اصل و وصف کے فرق کی مثال کو بیان فرمایا، نیز دیگر شارحینِ ہدایہ نے اِس مسئلہ پر مختلف اعتبار سے کلام کیا ہے اور یہی ثابت کیا ہے کہ شیخین کا مؤقف راجح ہے۔

یہ تینوں نظائر اور دیگر کثیر مسائل جس ضابطے پر متفرع ہوتے ہیں، اُسے اصول فقہ کی معروف کتاب "کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام للبزدوی" میں یوں لکھا گیا: لیس من ضرورۃ بطلان الوصف بطلان الأصل لأن قوام الأصل لیس بالوصف۔ ترجمہ: وصف کے باطل ہونے سے اصل کا بطلان لازم نہیں آتا، کیونکہ اصل کا قائم ہونا، وصف کی بنیاد پر نہیں ہوتا۔ (کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام للبزدوی، جلد 1، صفحہ 236، مطبوعہ اسطنبول)

مذکورہ بالا تینوں نظائر میں قدرِ مشترک یہی ہے کہ نماز میں ایک ایسا عارض لاحق ہو رہا ہے، جو وصفِ فرض کے لیے تو عارِض ہے، لیکن نفل کے لیے نہیں، لہذا وہ نماز فرض سے نفل کی طرف منقلب ہو جاتی ہے، لہذا اِن کو سامنے رکھتے ہوئے سوال میں مذکور صورت کا حکم یہ ہے کہ ٹرین میں فرض پڑھتے ہوئے ٹرین چلنے سے فرض باطل ہو جائیں گے، مگر بطلانِ فرض کا مطلب "بطلانِ وصفِ فرض" ہے، کیونکہ عدمِ استقرار والا عارض فرضوں کو متاثر کرتا ہے، جبکہ نفل پر اثر انداز نہیں ہوتا، لہذا فرض باطل ہوں گے، لیکن نماز بطورِ نفل باقی رہے گی اور نمازی نفل کی حیثیت سے اُس نماز کو مکمل کرے گا۔ ہاں چلتی سواری پر نفل کی اجازت بھی شہر سے باہر ہے، شہر کے اندر نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

**مجیب:** مفتی محمد قاسم عطاری

**فتوی نمبر:** FSD-9391

**تاریخ اجراء:** 05 محرم الحرام 1447ھ / یکم جولائی 2025ء